ابواب سعادت (حصہ دوم)

عورتوں کی خوبیوں کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا

ابواب سعادت

(حصہ دوم)

عورتوں کی خوبیوں کا بیان

جس کا ادراک اور حصول

دنیا و آخرت کی کامیابی اور خوشگوار پاکیزہ زندگی گزارنے کا ذریعہ ہے

از افادات مخدوم العلماء قدوۃ السالکین راحت العاشقین حضرت اقدس صوفی محمد اقبال صاحب دامت برکاتہم

مُرتّبہ

(حضرت مولانا) محمد سہیل ابن حضرت مولانا الشاہ محمد زبیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

انتساب

والد بزرگوار حضرت مولانا الشاہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز

قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ

محمد سہیل مدنی

اہم عنوانات

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡکِتَابَ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ وَّهُدًی وَّ رَحۡمَةً وَّبُشۡرٰی لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الدَّاعِیۡ بِسُنَّتِهٖ اِلَی السَّعَادَةِ وَالۡاَدَبِ الرَّصِیۡنِ۔

عورتوں پر اللہ اور رسول کی مہربانیاں

اللہ تعالٰے نے اگر اپنی حکمت کے تحت عورتوں کو جسمانی لحاظ سے کمزور اور نازک بنایا تو ان کی زندگی کی مشقتوں کا بوجھ مردوں پر ڈال دیا کہ وہی کما کر ان کو کھلائیں اور پہنائیں اور مردوں کو ہدایت دی کہ ان پر نرمی اور شفقت کریں، رحمت اور درگذر کا معاملہ کریں۔ ان پر سختی کرنے سے روکا۔ خود عورتوں کے دلوں کو اللہ تعالٰے نے نرم بنایا۔ اور ان میں محبت و رحمت ڈال دی۔ مردوں کے ساتھ عورتوں کے پیدا کرنے کو اللہ تعالٰے نے مردوں پر اپنے احسان و انعام کے طور پہ بیان فرمایا۔ اس لئے ان کی قدر کرنے کا حکم دیا۔ عورتوں پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی شفقت ہے۔ احکام میں ان کی بے حد رعایت فرمائی ہے، ان کی عزّت کو بہت بڑھایا۔ ان کے ہر قسم کے نقصان سے حفاظت کی فکر فرمائی۔ عورتوں کے ہلکے پھلکے کاموں کا اجر مردوں کے بڑے بڑے مجاہدوں کے اجر کے برابر قرار دیا۔

اجر و ثواب میں مردوں عورتوں کی مساوات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

ترجمہ :- بے شک اسلام کے کام کرنے والے مرد اور اسلام کے کام کرنیوالی عورتیں اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں اور فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور بکثرت خدا کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالےٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

تفسیر عثمانی میں ہے کہ بعض ازواج مطہرات نے کہا تھا کہ قرآن میں اکثر جگہ مردوں کا ذکر ہے عورتوں کا کہیں نہیں اور بعض نیک بخت عورتوں کو خیال ہوا کہ آیات

وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ

سابقہ میں ازواجِ نبی کا ذکر تو آیا عام عورتوں کا کچھ حال بیان نہ ہوا، اس پر آیت اتری تاکہ تسلی ہو جائے کہ عورت ہو یا مرد کسی کی محنت اور کمائی اللہ کے یہاں ضائع نہیں جاتی اور جس طرح مردوں کو روحانی اور اخلاقی ترقی کرنے کے ذرائع حاصل ہیں عورتوں کے لئے بھی یہ میدان کشادہ ہے۔ یہ طبقۂ اُناث کی دلجمعی کے لئے تصریح فرمادی ورنہ جو احکام مردوں کے لئے قرآن میں آئے وہی عموماً عورتوں پر عائد ہوتے ہیں، جداگانہ نام لینے کی ضرورت نہیں۔ ہاں خصوصی احکام الگ بتلادئے گئے ہیں۔

خصوصی مراعات

اسماء بنتِ یزید انصاریہ سے روایت ہے کہ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں عورتوں کی بھیجی ہوئی آپ کے پاس آئی ہوں (وہ عرض کرتی ہیں) کہ مرد جمعہ اور جماعت اور عیادتِ مریض اور حضورِ جنازہ اور حج وعمرہ وحفاظت سرحد اسلامی کی بدولت ہم پر فوقیت لے گئے۔ آپ نے فرمایا تو واپس جا اور عورتوں کو خبر کر دے کہ تمہارا اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگار کرنا یا حق شوہر ادا کرنا اور شوہر کی رضامندی کی جویاں (جستجو میں) رہنا اور شوہر کے موافق مرضی کا اتباع کرنا یہ سب ان اعمال (مندرجہ بالا جمعہ جماعت وغیرہ) کے برابر ہے۔

اتنی راحت ملنا کہ زمین وآسمان والوں میں کسی کو اس کی خبر نہیں

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عورتوں سے) کیا تم اس بات پر راضی نہیں (یعنی راضی ہونا چاہیئے) کہ جب تم میں کوئی اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے اور وہ شوہر اس سے راضی ہو تو اس کو ایسا ثواب ملتا ہے کہ جیسے اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے والے

اور شب بیداری کرنے والے کو اور جب اس کو درد زہ ہوتا ہے تو آسمان اور زمین کے رہنے والوں کو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) کا جو سامان مخفی رکھا ہے اس کی خبر نہیں۔ پھر جب وہ بچہ جنتی ہے تو اس کے دودھ کا ایک گھونٹ بھی نہیں نکلتا اور اس کے پستان سے ایک دفعہ بھی بچہ نہیں چوستا جس میں اس کو ہر گھونٹ اور ہر چوسنے پر ایک نیکی نہ ملتی ہو اور اگر بچہ کے سبب اس کو رات کو جاگنا پڑے، اس کو راہِ خدا میں ستّر غلاموں کو آزاد کرنے کا اجر ملتا ہے۔ اے سلامت (یہ نام ہے حضرت ابراہیم صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلائی کا جو اس حدیث کی راوی ہیں) آپ ان سے فرماتے ہیں کہ "تم کو معلوم ہے کہ میری اس سے کون عورتیں مراد ہیں جو (باوجودیکہ) نیک ہیں ناز پروردہ ہیں (مگر) شوہروں کی اطاعت کرنیوالی ہیں اس شوہر کی ناقدری نہیں کرتیں۔

جنت میں مردوں سے پہلے پہنچنا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے بیبیو! یاد رکھو کہ تم میں سے جو نیک ہے وہ نیک مردوں سے پہلے جنت میں جائے گی (جب شوہر جنت میں آئیں گے تو) یہ عورتیں غسل دے کر اور خوشبو لگا کر شوہروں کے حوالے کر دی جائیں گی۔ سرخ اور زرد رنگ کی سواریوں پر۔ اور ان کے ساتھ ایسے بچے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے موتی۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیبیو! اور کونسی فضیلت چاہتی ہو، جنت میں مردوں سے پہلے تو پہنچ گئیں، ہاں نیک بن جانا شرط ہے۔ اور یہ کوئی مشکل نہیں (بہشتی زیور)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کی دُعا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "ایسی عورت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو کہ رات کو اٹھ کر تہجّد پڑھے اور اپنے خاوند کو بھی جگائے کہ وہ بھی نماز پڑھے۔

سب عورتوں سے اچھی عورت

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "سب عورتوں سے اچھی عورت وہ ہے کہ جب خاوند اس کی طرف نظر کرے تو وہ اس کو مسرور کر دے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور اپنی جان و مال میں اس کو ناخوش کر کے کوئی مخالفت نہ کرے۔

ف۔ دیکھئے اس میں دنیوی زندگی کی خوشگواری ظاہر ہے اور اللہ کے رسول سے اچھی ہونے کا سرٹیفکیٹ الگ ہے۔

محبت کرنے میں (جو کہ طبعی تقاضہ ہے) اللہ تعالےٰ کی پسندیدگی

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اللہ تعالےٰ پسند کرتا ہے اس عورت کو جو اپنے شوہر کے ساتھ تو محبت اور لاگ کرے اور غیر مرد سے اپنی حفاظت کرے۔

ف۔ مطلب یہ ہے کہ مرد سے محبت کرنے کو اور اس کی منت سماجت کرنے کو خلافِ شان نہ سمجھے (جیسے مغرور عورتیں ہوتی ہیں)۔ اللہ کی پسندیدگی بڑی سعادت اور خوش بختی ہے۔

سب سے اچھّا خزانہ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے اچھا خزانہ نیک بخت عورت ہے کہ خاوند اس کے دیکھنے سے خوش ہو جاوے۔ اور جب خاوند کوئی کام اس کو بتلاوے تو حکم بجالاوے۔ اور جب خاوند گھر پر نہ ہو تو عزّت آبرو تھامے بیٹھی رہے۔

عورتوں کا تھوڑا عمل بڑے بڑے اعمال کے برابر

گھر بیٹھے بڑے بڑے کاموں کے ثواب

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں پر نہ جہاد ہے (جب تک علی الکفایہ رہے) اور نہ جمعہ اور نہ جنازہ کی ہمراہی۔

ف۔ دیکھئے، گھر بیٹھے ان کو کتنا ثواب ملتا ہے۔

جنّت میں داخلہ

ارشاد ہے کہ جو عورت اس حال میں مرگئی کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگئی۔

ف۔ دیکھئے، عورت کے لئے جنت میں جانا کتنا آسان ہے۔

جہاد کا رتبہ ملنا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی عورت کا اپنے گھر میں گرہستی کا کام کرنا جہاد کرنے والوں کے جہاد کے رُتبہ کو پہنچتا ہے۔ ان شاء اللہ دیکھو! کیا انتہا ہے اس عنایت کی۔

شہیدی کا درجہ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت کنوارپنے کی حالت میں یا حمل میں بچہ جننے کے وقت یا چلے کے دنوں میں مرجائے اس کو شہیدی کا درجہ ملتا ہے۔

جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائینگے (عورت کے لئے)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی رہے رمضان کے روزے رکھ لیا کرے اور اپنی آبرو کی حفاظت رکھے اور اپنے خاوند کی تابعداری کرے تو ایسی عورت بہشت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (یعنی اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔)
مطلب یہ کہ دین کی ضروری باتوں کی پابندی رکھے تو اور بڑی بڑی محنت کی عبادتیں کرنے کی اس کو ضرورت نہیں اتنے ہی بڑے درجہ والوں کے ساتھ ہو جائے گی۔

دیکھو! صرف فرائض کی ادائیگی کی کتنی قدر (عورت کے لئے) فرمائی گئی ہے۔

عورتوں کو حج کا ثواب جہاد کے برابر

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اے عورتو! تمہارا جہاد حج ہے۔

ف۔ دیکھئے عورتوں کی بڑی رعایت ہے کہ ان کو حج کرنے سے جس میں جہاد کے برابر دشواری بھی نہیں، جہاد کا ثواب ملتا ہے۔ جو کہ سب سے زیادہ مشکل عبادت ہے۔

عورت کی نیکی ستّر اولیاء کی عبادت کے برابر

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدکار عورت کی بدکاری ہزار بدکار مردوں کے برابر اور نیک کار عورت کی نیکی ستّر اولیاء کی عبادت کے برابر ہے۔

ف۔ دیکھئے! کتنے تھوڑے عمل پر کتنا بڑا ثواب ملا۔ یہ رعایت نہیں عورتوں کی تو اور کیا ہے۔

کمائی مرد کی، خرچ کا ثواب عورت کو

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عورت اپنے شوہر کے گھر میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے مگر گھر کو برباد نہ کرے (یعنی قدر اجازت و مقدار مناسب سے زیادہ خرچ نہ کرے)، تو اس عورت کو بھی ثواب ملتا ہے بسبب اس کے خرچ کرنے کے۔ اور اس کے شوہر کو بھی ثواب ملتا ہے بوجہ اس کے کمانے کے اور تحویلدار (خزانچی) کو بھی اس کے برابر ملتا ہے۔ کسی کے سبب کا ثواب گھٹتا نہیں

ف۔ پس عورت یہ نہ سمجھے کہ جب کمائی مرد کی ہے تو میں ثواب کی کیا مستحق ہوں گی۔

بچّہ مرنے پر ثواب

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ ثواب سمجھ کر صبر کرے تو بہشت میں داخل ہوگی۔ ایک عورت بولی۔ یا رسول اللہ! اور جس کے دو بچے مرے ہوں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ دو کا بھی یہی ثواب ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی نے ایک بچہ مرنے کو پوچھا تو آپ نے اس میں بھی بڑا ثواب بتلایا۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو حمل گر جاوے وہ بھی اپنی ماں کو گھسیٹ کر بہشت میں لے جاوے گا جب کہ ثواب سمجھ کر صبر کرے۔

عورتوں سے حسن سلوک کے بارے میں مردوں کو اللہ و رسول کی ہدایات

بیویوں کے حقوق اور انکی رعایت و مدارات کی تاکید

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں یوم عرفہ کے خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت بھی دی)

لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے۔ الحدیث۔

ف ۔ اس حدیث میں مردوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ مرد جو عورتوں کے سربراہ ہیں وہ اپنی اس سربراہی کو خدا کے مؤاخذہ اور محاسبہ سے بے پرواہ ہو کر عورتوں پر استعمال نہ کریں۔ وہ ان کے معاملہ میں خدا سے ڈریں۔ اور یاد رکھیں کہ ان کے اور ان کی بیویوں کے درمیان خدا ہے۔ اسی کے حکم اور اسی کے مقرر کئے ہوئے ضابطہ نکاح کے مطابق وہ ان کی بیوی بنی ہیں اور ان کے لئے حلال ہوئی ہیں اور وہ اللہ کی امان میں ہیں۔ ان کو اللہ کی پناہ حاصل ہے۔ اگر شوہر ان کے ساتھ ظلم و زیادتی کریں گے تو اللہ کی دی ہوئی امان کو توڑیں گے اور اس کے مجرم ہوں گے۔

دیکھئے! یہ عورتوں کے لئے کتنا بڑا شرف ہے اور اس میں ان کے سربراہ شوہروں کو کتنی سخت آگاہی ہے کہ وہ یہ بات یاد رکھیں کہ ان کی بیویاں اللہ کی امان میں ہیں۔ (معارف الحدیث)

وصیّت کا تاکیدی لفظ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "وصیّت مانو میری عورتوں کے حق میں بھلائی کرنے کی"۔

دیکھو! بھلائی کرنا تو سب کے ساتھ ضروری ہے لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کو "وصیّت مانو" کے تاکیدی لفظ کے ساتھ فرمایا۔

بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کمالِ ایمان کی شرط

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ " مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاق برتاؤ (سب کے ساتھ) اچھا ہو (اور خاص کر) بیوی کے ساتھ جس کا رویہ لطف ومحبت کا ہو۔ (جامع ترمذی)

اچھے اور خیر کے حامل لوگ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مسلمانوں میں زیادہ کامل الایمان وہ ہیں جن کے اخلاق بہتر ہیں۔ اور تم میں اچھے اور خیر کے زیادہ حامل وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں زیادہ اچھے ہیں" (ترمذی)

تاکید کی خاطر اپنی مثال پیش فرمانا

آگے سنت پر عمل کرنے والے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ایمانداروں کے واسطے اس ہدایت کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی مثال بھی پیش فرمائی۔ ارشاد ہے کہ:

" وہ آدمی تم میں سے زیادہ اچھا اور بھلا ہے جو اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہو اور میں اپنی بیویوں کے لئے بہت اچھا ہوں"

عورتوں پر خرچ کرنیکی وصیت

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا "مجھ کو وصیت کی میرے خلیل ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خرچ کیا کر اپنی وسعت

سے اپنے اہلِ خانہ پر"
دیکھو! عورتوں پر خرچ کرنے کی کتنی ترغیب ہے۔

عورتوں کو آرام پہنچانے کا ثواب

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی بی بی کے کاروبار (گھر کے کام کاج) کرنے سے بھی تم (مردوں) کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔
دیکھو! عورتوں کو آرام پہنچانے کی کتنی ترغیب دی گئی ہے اور شریعت نے کیسا سامان کیا ہے کہ اس میں ثواب کا وعدہ فرمایا جس کی طمع میں ہر مسلمان اپنی بی بی کو راحت پہنچاوے گا۔

رعایت کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عورتوں کے حق میں (میری) نصیحت بھلائی کرنے کی قبول کرو۔ اس لئے کہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔ (بخاری)
ف ۔یعنی عورت سے کامل درستی اور راستی کی توقع مت رکھو۔
دیکھئے! عورتوں کی کس قدر رعایت کا حکم ہے اور ان کی غلطیوں پر مردوں کو صبر کرنے کا کس حکمت و تاکید سے حکم دیا گیا ہے۔

بی بی کا حق

حکیم بن معاویہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا

یا رسول اللہ! ہم پر ہماری بی بی کا کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ حق یہ ہے کہ جب تو کھانا کھاوے تو اس کو بھی کھلاوے اور جب تو کپڑا پہنے اس کو بھی پہناوے اور اس کے منہ پر نہ مارے اور بول چال گھر ہی میں رہ کر چھوڑ دی جائے۔ روایت کیا اس کو احمد، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے۔

ف۔ اگر اس سے روٹھے تو گھر سے باہر نہ جاوے۔

مومن مرد کو صبر کرنے کی تلقین

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مومن مرد کو مومن عورت سے (یعنی اپنی بی بی سے) بغض نہ رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر اس کی ایک عادت کو ناپسند رکھے گا تو دوسری کو ضرور پسند کرے گا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ف۔ یہ سوچ کر صبر کرے۔

احترام و رعایت

حجۃ الوداع میں جن اونٹوں پر عورتیں سوار تھیں، ان کو تیز چلانے سے یہ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا کہ شیشے ہیں (عورتوں کی نزاکت کی طرف اشارہ ہے) آہستہ چلاؤ۔

عورتوں کا ایک عظیم حق جس کو حق ہی نہیں سمجھا جاتا

جس طرح عورتوں کو ان کے حقوقِ مناسبہ نہ دینا ظلم و جور اور قساوت و شقاوت ہے، جس کو اسلام نے مٹایا ہے، اسی طرح ان کے دین کی فکر نہ کرنا اور ان کے دین سے بے پرواہ ہو جانا بھی عورت کی بڑی حق تلفی ہے۔ اس لئے قرآن و حدیث میں عورتوں کے دیگر حقوق واجبہ کے بیان کے ساتھ ساتھ اس حق کی طرف بھی خصوصیّت کے ساتھ توجہ دلائی گئی ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (الآیہ)

اے ایمان والو! تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

دو جہاں کے سردار، ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی ہدایت قیامت تک کے لئے عام ہے، آپ کو بھی سب سے پہلے یہ حکم دیا گیا:

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ۔

یعنی آپ سب سے پہلے اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیے۔

اور ارشاد ہے۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا۔

یعنی اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم کیجئے۔ اور خود بھی اس کے پابند رہیئے۔

لہٰذا جس طرح اپنے اہل و عیال کی دنیاوی حاجات کی فکر کی جاتی ہے اور کرنی بھی چاہیئے، اسی طرح بلکہ اس سے بہت زیادہ اہم مرحلہ آخرت میں کامیاب اور

سرخرو ہونے کا ہے۔ اس لئے ان کی آخرت کی فکر کرنا اور ان کو دین کا ضروری علم سکھانا اور مکمل دیندار بنانے کی پوری کوشش کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ان کا عظیم حق ہے جس کے متعلق قیامت کے روز سوال ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے خبردار تم سب کے سب نگہبان ہو اور سب سے اپنے اپنے ماتحت کے بارے میں سوال ہوگا۔ مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اس سے بیوی اور اولاد کے متعلق سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے اس سے شوہر کے مال اور اولاد کے متعلق سوال ہوگا۔

تدبیرِ مدنی اور تدبیرِ منزلی میں عورت کا کردار

کارِ تو بس نازک آمد ہوشیار
بارِ دیگر خالد و طارق بیار

امورِ خانہ داری اور ملکی، سیاسی واقتصادی نظام میں عورت کا حصّہ

ملک کے لئے مخلص، دیندار اور اعلیٰ فنی صلاحیتوں کے حامل حاکم، شجاع، مجاہد، بے لوث قائد اور پورے علم دین کے حامل علمائے ربانیینؒ کے بغیر کوئی صالح نظام اپنی ذاتی خوبیوں کے باوجود کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اس نظام کو چلانے والے طبقہ کو تیار کرنے میں سب سے مؤثر کردار عورت کا ہے۔ اس طبقہ کی تیاری ماں کی گود سے شروع ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اولاد کی ابتدائی تعلیم و تربیت کی ساری ذمہ داری اور کامیابی کا مدار ماں ہی کی کوشش پر ہے۔ ماں کی محبت بھری نصیحتیں بچّے کے قلبِ صافی پر نقش کالحجر کا کام دیتی ہیں جب کسی بچے کی ایسی صالح اور مستحکم بنیاد پڑ جاتی ہے تو اس کے بعد وہ بچہ مزید ترقی اور تعلیم کی تکمیل کے لئے کسی بھی ماحول میں چلا جائے اور کہیں بھی علوم و فنون حاصل کرے، اس پر بنیادی تعلیم و تربیت کا اثر غالب رہتا ہے۔ کیونکہ اچھے بُرے جذبات اور ملکات کے بننے کا وقت ہی ابتدائے عمر کا زمانہ ہوتا ہے۔ بعد میں علم کی زیادتی تو ہوتی ہے مگر ملکات پرانے ہی مؤثر ہوتے ہیں۔ یہ بچہ بڑا ہو کر اچھا لیڈر، اچھا مجاہد اور اچھا حاکم ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کی صلاحیت کا راز بنیاد

کی طرح چھپا ہوا ہوتا ہے۔ انہی بنیادوں پر تربیت کی عمارت بلند کرنے کے لئے پیدائش کے وقت سے دین میں ہدایات ہیں۔ چنانچہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہنا سنت ہے۔ اور ایک مومن کا اس پر یقین ہے کہ توحید و رسالت اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا نقش اول اس بچے کے قلب پر مرتسم ہوگا اور اس کا پوری زندگی پر اثر ہوگا۔ اور جب بچہ سات روز کا ہو جائے تو اس کا اچھا نام رکھنے کی ہدایت ہے۔ کیونکہ بچہ کو بار بار اچھے نام سے پکارنے کا ضرور اثر ہوگا۔ اور جب بولنے کی صلاحیت قریب ہو تو اس کو پہلے اللہ کا نام اور کلمہ سکھایا جاتا ہے کہ وہ کوشش کر کے پہلے کلمہ اور اللہ جل شانہٗ کا نام لیا کرے اور گود کے بچوں کے سامنے ماں باپ کو کوئی بے حجابی کا کام نہ کرنے کی ہدایت ہے کہ بچہ اثر لیتا ہے۔ اسی طرح صالح خوراک دینے کی ہدایت ہے۔ حتیٰ کہ بعض مائیں تو باوضو دودھ پلاتی ہیں۔ اسی طرح جب بچہ کچھ اور بڑا ہو جائے تو دینی کہانیاں سنانے، طہارت و پاکیزگی کے طریقے بتانے اور اسلامی تہذیب و تعلیم سکھانے کی کوشش کی جاتی ہے اور بلوغت تک اس کی نگرانی کی جاتی ہے۔ اور اس پر محنت کی جاتی ہے۔ اس ساری محنت کے لئے آخر وقت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ پھر ایک ماں کے ماشاءاللہ کئی کئی بچے بھی ہوتے ہیں۔ تو مزید مشغولی ہوتی ہے ذاتی عبادت، ذاتی آرام بھی کرنا ہوتا ہے۔ اور امورِ خانہ داری گھریلو فرائض یعنی کھانا پکانا، مہمانداری، حقوق شوہری کی ادائیگی وغیرہ اس کے علاوہ ہیں۔ اس لئے شریعتِ مطہرہ نے ان پر مزید ذمہ داریاں مثلاً حصول معاش کے لئے ملازمتیں، تجارت مزدوری وغیرہ کا بوجھ اور مشقت نہیں ڈالی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی خلقی ساخت ہی ایسی بنائی ہے کہ وہ ان مشقت کے کاموں کے مناسب نہیں کہ جسمانی لحاظ سے

نازک ہوتی ہیں۔ لیکن صبر کی اعلیٰ صفت اور بچوں کی تربیت کے مصائب کی برداشت اور سمجھ اللہ تعالیٰ نے ان میں بہت رکھی ہے۔ اس طبعی نظام شریعت کو چھوڑ کر غیر طبعی امور کو اختیار کرنے کا نتیجہ ہمیشہ غلط نکلتا ہے۔ جس کے مضر اثرات مغربی طرزِ معاشرت کے دیوانوں میں ہم سب دیکھ رہے ہیں۔ گھر کا نظام خراب، بچوں کی تربیت غلط ہوتی ہے جو بڑے ہوکر ملک اور قوم کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے عورت خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بن جاتی ہے۔ سکون تباہ ہوجاتا ہے۔

لہٰذا ایک دیندار، سعادتمند عورت کو اپنا مقام اور اپنے فرائض کو پہچاننا چاہیئے۔ گمراہ اور ذلیل لوگوں کی نقالی نہ کرنی چاہیئے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عطافرمودہ احکام پر عمل کرنا چاہیئے۔ ان احکامات پر عمل کا مطلب ساری شریعتِ مقدسہ پر عمل کرنا ہوا لیکن یہاں پر ہم صرف چند باتیں لکھتے ہیں کہ جس سعادتمند خاتون کو اس پر عمل کی توفیق ہوگی۔ اس کے لئے باقی سینکڑوں احکامات پر عمل کرنا آسان ہوجائے گا۔ عمل کرنے اور زندگی کو بدلنے کے لئے تو ایک دو باتیں ہی کافی ہیں۔ اور اگر عمل کی نیت نہ ہو تو چاہے کتنی ضخیم کتاب ہو اور ساری اچھی باتیں جمع ہوں اور سمجھ کر پڑھ بھی لیا جائے تو کوئی فائدہ نہیں بلکہ بلاعمل کے یہ علم حجت بن جاتا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

آج کل عورتوں کے لئے نہ صرف طب وغیرہ بلکہ تمام دوسرے شعبوں میں اعلیٰ تعلیم کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے تاکہ عورتوں کی ضرورت عورتوں کے ذریعہ ہی پوری ہوسکے لیکن یہ بات صحیح نہیں۔ کیونکہ ہماری مخاطب معیاری دیندار عورتیں ہیں اور یہ

خدمات دوسری عورتوں کے ذریعہ حاصل ہو رہی ہیں جو دیندار نہیں۔ بالفرض اگر سبھی عورتیں معیاری دیندار بن جائیں تو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دینی طریقے پیدا ہو جائیں گے جو آجکل نہیں ہیں۔ جن عورتوں نے ڈاکٹری وغیرہ پڑھنا ضروری سمجھ لیا ہے وہ تو پڑھیں گی ان سے علاج بھی کروالیا جائے۔ اور علاج ڈاکٹر مرد سے بھی کروایا جا سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ نرس دائی کی ضرورت پڑتی ہے جس کے لئے بہت تھوڑی تعلیم کافی ہے۔ اگر طبی ضرورت کو بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے تو دیگر امور کے لئے تعلیم حاصل کرنا اور اس کے لئے عورتوں کا گھر سے نکلنا تو بے کار ہے جبکہ نوکری کا خیال بھی نہیں ہوتا۔ رواج کے لئے تعلیم برائے تعلیم ہوتی ہے۔ اور اس میں اپنی عزت سمجھی جاتی ہے جبکہ اسلامی نقطۂ نظر سے یہ عورت کی بے عزتی ہے

محسنِ انسانیت رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کو نصیحت

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ اِلَی الْمُصَلّٰی فَمَرَّ عَلَی النِّسَآءِ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّیْ اُرِیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ اَتَی النِّسَآءَ فَوَعَظَھُنَّ وَذَکَّرَھُنَّ وَاَمَرَھُنَّ بِالصَّدَقَۃِ فَرَاَیْتُھُنَّ یُھْوِیْنَ اِلٰی اٰذَانِھِنَّ وَحُلُوْقِھِنَّ یَدْفَعْنَ اِلٰی بِلَالٍ (الحدیث)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لئے عید گاہ کی طرف نکلے۔ جب آپ عورتوں کے پاس سے گذرے تو ان سے ارشاد فرمایا۔ اے عورتو! صدقہ دیا کرو۔ کیوں کہ میں نے دوزخ میں عورتیں بہت دیکھی ہیں۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! دوزخ میں عورتیں کیوں زیادہ جائیں گی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یا اوروں پر لعنت بہت کیا کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی ناشکری بہت کیا کرتی ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وعظ و نصیحت فرمائی اور صدقہ کا حکم فرمایا تو عورتوں نے جلدی سے اپنے کان اور گردنوں سے زیور نکال کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی طرف پھینک دیئے۔ (صدقہ کے لئے)

اس مذکورہ بالا حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ دو باتیں بہت بُری ہیں ۱۔شوہر کی ناشکری اور نافرمانی ۲۔لعنت کرنا۔ بظاہر یہ دو باتیں بہت معمولی ہیں مگر انجامِ کار ان کا دنیا و آخرت میں رسوائی ہے۔ اس لئے سعادتمند خواتین کے لئے پہلے ان دو باتوں کو ذرا تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ تاکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات معلوم کر کے ان دونوں امور سے بہت اہتمام سے بچنے کی کوشش کریں۔ اور پھر بھی کوئی غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کریں اور اللہ کے راستہ میں صدقہ دے کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو دور کریں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث شریف میں صدقہ کو ان امور کا علاج فرمایا گیا ہے۔

شوہر کے ساتھ حُسنِ معاشرت

ازدواجی زندگی کا مقصد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

اس آیت میں اللہ کریم نے عورتوں کی پیدائش کو اپنی قدرت و حکمت کی ایک نشانی قرار دیا اور مردوں پر احسان و اکرام کے طور پر یہ مصلحت و حکمت بیان فرمائی کہ ان کو تمہارے فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور وہ فائدہ یہ ہے کہ تمہیں ان سے آرام و سکون ملے۔ مرد کی جتنی ضروریات عورت سے متعلق ہیں، ان سب میں غور کیا جائے تو سب کا حاصل سکونِ قلب اور راحت و اطمینان نکلے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ازدواجی زندگی کے تمام کاروبار کا خلاصہ سکون و راحتِ

قلب ہے۔ جس گھر میں یہ موجود ہے وہ اپنی تخلیق کے مقصد میں کامیاب ہے۔ اور جہاں سکون نہ ہوا اور چاہے سب کچھ ہو وہ ازدواجی زندگی کے لحاظ سے ناکام ونامراد ہے (ماخوذ از معارف القرآن)

لہذا عورت کے لئے مناسب ہے کہ ہر اس بات سے اجتناب کرے جس سے ازدواجی زندگی کے مقصد یعنی سکون و راحت میں خلل آئے اور اپنے شوہر کی فرمانبردار، شکر گذار رہے۔ اور کوئی بھی غلطی ہوتے پر جلد ہی معافی مانگ کر شوہر کو راضی کرلے۔ کہ اس سے دنیا میں بھی سکون و راحت نصیب ہوگا اور آخرت میں بھی اجر و ثواب ہوگا۔ چنانچہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جو عورت اپنے شوہر کو راضی چھوڑ کر مرے وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

اللہ تعالٰے نے اپنے کرم سے عورتوں کے چھوٹے چھوٹے کاموں کا اجر بڑی بڑی مشقتوں کے برابر قرار دیا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری بیویوں میں سب سے اچھی وہ عورت ہے جو اپنی آبرو کے بارے میں پارسا ہو، اپنے خاوند پر عاشق ہو۔

ف۔ دیکھئے شوہر سے محبت کرنا نفس کی ایک خوشی ہے مگر اس میں بھی فضیلت اور ثواب ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ایک بیوی ہے جب میں اس کے پاس جاتا ہوں تو وہ کہتی ہے مرحبا ہو میرے سردار کو، اور میرے گھر والوں کے سردار کو۔ اور جب وہ مجھے رنجیدہ دیکھتی ہے تو کہتی ہے دنیا کا کیا غم کرتے ہو تمہاری آخرت کا کام تو بن رہا ہے۔ آپ نے دیہ سن کر فرمایا اس عورت کو خبر کردو کہ وہ اللہ کے کام کرنے والوں میں سے ایک کام کرنیوالی ہے۔ اور اس کو جہاد کرنے والے کا نصف ثواب ملتا ہے۔

ف۔ دیکھئے محض شوہر کا دل خوش کرنے پر اس کو کتنا اجروثواب مل گیا۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت اپنے شوہر کی تابعدار اور مطیع ہو، اس کے لئے استغفار کرتے ہیں پرندے ہوا میں اور مچھلیاں دریا میں اور فرشتے آسمانوں میں اور درندے جنگلوں میں۔ (بحر محیط)

حسنِ معاشرت کے خلاف کرنے پر وعید

اس کے برخلاف جو عورت اپنے شوہر کی فرمانبرداری نہیں کرتی، یا اس کے حکم میں پس وپیش کرتی ہے اس کے بارے میں احادیثِ شریفہ میں بہت وعید آئی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ تین طرح کے آدمی ہیں جن کی نہ نماز مقبول ہوتی ہے نہ کوئی نیکی منظور ہوتی ہے۔ ایک ان میں وہ عورت ہے جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ دنیا میں جب کوئی عورت اپنے شوہر کو ستاتی ہے تو جو حور قیامت میں اس کی بی بی بنے گی، وہ کہتی ہے کہ خدا تیرا ناس کرے تو اس کو مت ستا، یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، تھوڑے دنوں میں تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آئے گا۔

شوہر کی ماں کے ساتھ حسنِ معاملہ

شوہر کے ساتھ حسنِ معاشرت میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کے معاملہ میں نیک ہو کہ اس کو اور اس کی ماں کے حق کو اپنے حق پر مقدم رکھے خصوصاً اپنے شوہر کی والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورت پر کس شخص کا حق سب سے زیادہ ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس کے شوہر کا۔ انہوں نے پوچھا اس کے بعد کس کا حق ہے۔ فرمایا اس کے شوہر کی ماں کا۔ (بزار)

درحقیقت شوہر کی ماں کے ساتھ حسنِ سلوک شوہر ہی کے ساتھ حسنِ سلوک ہے کہ اس سے شوہر کو بہت راحت ملے گی اور وہ بہت خوش رہے گا۔ عورت اس معاملہ میں ذرا ہمت سے کام لے اور یہ سوچے کہ یہی میرے اور میرے شوہر کے درمیان رشتہ کا سبب بنی ہے۔ اگر میں اس کے ساتھ اچھا معاملہ نہ کرونگی تو یا تو طلاق تک نوبت پہنچے گی جو میرے لئے بڑی مصیبت ہے۔ یا پھر شوہر اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا جس کا سخت گناہ مجھ کو بھی ملے گا۔ لہٰذا ان کی ناگوار باتوں کو درگذر کرکے اپنی دنیا و آخرت کو سنوار لے۔

شکر و قناعت کی فضیلت

دوسری اہم بات یہ ہے کہ شوہر پر خرچہ کا بوجھ زیادہ نہ ڈالے۔ جو کچھ وہ دے اسی پر قناعت، صبر، شکر کرے کہ اس سے شوہر کا دل اس کے لئے بہت کھل جائے گا۔ اور اس کے دل کو اپنی بیوی سے بہت ٹھنڈک ملے گی۔ جس میں عورت کے لئے راحت بھی ہے اور ثواب بھی۔ جیسا کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمام عورتوں میں سب سے اچھی وہ عورت ہے کہ جب تم (خاوند) اس کی طرف دیکھو تو تمہیں خوش کردے اور جب تم اس کو کسی بات کا حکم کرو تو وہ فرمانبرداری کرے اور تمہاری غیر موجودگی میں اپنی اور اپنے مال کی حفاظت کرے۔

قناعت سے گھر آباد ہو جاتے ہیں، محبتیں بڑھ جاتی ہیں۔ اور ناشکری اور لالچ سے محبت کمزور اور کم ہو جاتی ہے۔ کتنی اچھی ہے وہ عورت جو تھوڑے پر قناعت کرنے والی ہو۔ اچھے اخلاق والی ہو اور تھوڑے مال میں صحیح تصرف کرنیوالی ہو اور حرام مال سے بچنے والی ہو۔ عورت کے لئے یہ بات بہت بُری ہے کہ جب شوہر کے حالات تبدیل ہو جائیں تو اس کا مزاج بھی بدل جائے اور وہ شوہر کی

ناشکری کرنے لگے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کی طرف (نظرِ رحمت سے) نہ دیکھے گا جو اپنے شوہر کی شکر گذار نہیں حالانکہ اس کی محتاج رہتی ہے (نسائی)

اس لئے عورت کی سعادت اس میں ہے کہ اللہ کی مرضی پر راضی اور خوش رہے۔ مشکل حالات میں بھی شوہر کے ساتھ وہی سلوک کرے جو فراخی کی حالت میں کرتی تھی۔ کیونکہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہوتی ہے۔ اس طرح عورت کا درجہ بہت بڑھ جائے گا۔

بلکہ دین میں اصل خوبی اور فضیلت کی بات ہی قناعت کرنا اور اس فانی دنیا میں مسافرانہ زندگی بسر کرنا ہے۔ سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا میں ایسے رہو جیسے تم کوئی مسافر ہو یا راہگذر۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نصیحت فرمائی۔ اے عائشہ! اگر تم آخرت میں مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو تمہیں دنیا میں اتنا سامان کافی ہونا چاہیئے جتنا مسافر اپنے ساتھ لے کر چلتا ہے اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے بچو۔ اور کپڑے کو پرانا سمجھ کر پہننا مت چھوڑو جب تک کہ اس کو پیوند لگا کر نہ پہن لو۔ چنانچہ اماں جان رضی اللہ عنہا نے اس پر ساری زندگی (باوجود فتوحات اور فراخی کے) عمل کر کے امت کے لئے نمونہ پیش کیا۔

لعنت سے اجتناب

اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے۔ اس میں جس طرح خالق جلّ شانہٗ کی عبادت اس کی نعمتوں کا شکر اور اس سے اپنا رشتہ مضبوط رکھنے کی ہدایت ہے اسی طرح

اس میں مخلوق کی رعایت، ان کے حقوق کی نگہداشت، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ اور حُسنِ اخلاق کی بھی بہت اہمیت اور تاکید ہے۔ اس لئے مخلوق کو عیال اللہ اور ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی قرار دیا گیا۔ اور ایک مسلمان کا دل خوش کرنا فرائض کے بعد اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل فرمایا گیا۔ اور حُسنِ اخلاق کو بہت بڑی نیکی فرمایا گیا۔ مُحسنِ انسانیّت، رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے۔ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔ یعنی میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور فرمایا: تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں تم سب سے اچھے ہوں (مشکوٰۃ)

لہٰذا ایک مومن کے لئے ضروری ہے کہ اخلاقِ حسنہ سے متصف ہو اور اخلاقِ ذمیمہ سے اجتناب کرے۔

گذشتہ اوراق میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کو نصیحت ذکر کی گئی۔ جس میں عورتوں کے جہنم میں زیادہ جانے کا سبب یہ بھی فرمایا گیا کہ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ کہ وہ لعنت بہت کرتی ہیں۔ اس لئے اس کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ تاکہ ایک مسلمان سعادتمند خاتون کے لئے اس سے بچنا آسان ہو جائے۔

لعنت کے اصل معنی ہیں خدا تعالیٰ کی رحمت سے دور کرنا۔ اس لئے کسی کو مردود، اللہ مارا، راندۂ درگاہ، فلانی پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار، فلانی کا لعنتی چہرہ ہے، منہ پر لعنت برس رہی ہے۔ کہنا بھی لعنت کے حکم میں داخل ہے۔ کسی کافر پر بھی لعنت کرنا جائز نہیں جب تک اس کے کفر پر مرنے کا یقین نہ ہو جائے اور مسلمان پر لعنت کرنا تو بہت بڑا گناہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں مومن نہ طعنے دینے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا، نہ بدزبان نہ بے حیا ہوتا ہے (ترمذی)، اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کو لعنت کرتا ہے اور وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ لعنت اسی لعنت کرنے والے پر لوٹتی ہے۔ (ترمذی)

غور کیجئے کہ جب ایک کافر پر لعنت کرنے کی اجازت نہیں جب تک اس کے کفر پر مرنے کا علم نہ ہو تو پھر ایک مسلمان پر لعنت کرنا کتنا غضب الٰہی کو دعوت دینے اور دنیا و آخرت کی رسوائی اور عذاب مول لینے کا موجب ہوگا۔ خصوصاً اپنی اولاد پر غصہ میں آکر لعنت کرنا یا ان کو بددعا دینا اپنی اور ان کی دنیا و آخرت تباہ کرنے کے مترادف ہے۔

اسی طرح کسی مسلمان کو کسی بات پر طعنہ دینا یا اس کا مذاق اڑانا یا اس کی توہین کرنا بہت سخت گناہ ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو اپنے بھائی کو کسی گناہ پر ملامت کرے وہ اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ خود اس میں مبتلا نہ ہو جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو کیا پتہ اللہ تعالیٰ اس کو اس سے نجات دے دے اور تمہیں اس میں مبتلا کر دے۔

جب کسی کو کسی گناہ یا مصیبت پر ملامت کرنا یا طعنہ دینا یا خوشی کے اظہار کرنے پر یہ وعید ہے تو پھر بلا وجہ یا محض بدگمانی کی وجہ سے کسی کو ملامت کرتے یا اس کی توہین کرنے پر کتنا سخت گناہ ہوگا۔

غیبت

لعن طعن کرنے میں اکثر ایک اور عظیم گناہ کا ارتکاب ہو جاتا ہے جو بظاہر بہت معمولی اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ زنا

سے بھی بدتر ہے۔ اور وہ غیبت ہے۔ یعنی کسی کی غیر موجودگی میں اس کے متعلق کوئی ایسی بات کہنا جس کو وہ سنتا تو اس کو ایذاء ہوتی (اگرچہ وہ بات واقعۃً اس میں موجود ہو۔)

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ۔ (الآیہ)

اس آیت میں کسی مسلمان کی آبرو ریزی اور اس کی توہین و تحقیر کو اس کا گوشت کھانے کے مثل قرار دیا ہے۔ اگر وہ شخص سامنے ہو تو ایسا ہے کہ زندہ انسان کا گوشت نوچ کر کھایا جائے۔ اور اگر وہ غائب ہو تو اس کے پیچھے ایسی بات کہنا جس سے اس کی آبرو میں خلل آئے اور اس کی تحقیر ہو۔ یہ ایسا ہے جیسے کسی مردہ انسان کا گوشت کھایا جائے۔ جیسے کسی مردہ مسلمان کا گوشت کھانا حرام اور بڑی خسّت و دنارت کا کام ہے اسی طرح غیبت حرام بھی ہے اور خسّت و دنارت بھی (معارف القرآن)

شبِ معراج میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے والوں کو دیکھا کہ ان کے ناخن تانبے کے ہیں اور وہ اپنا چہرہ اور اپنے بدن کا گوشت نوچ رہے ہیں۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

غیبت کے متعلق عام طور پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ جو بات ہم کہہ رہے ہیں وہ سچی ہے۔ یہ برائی اس شخص میں موجود ہے اس لئے غیبت نہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ اگر وہ بات واقعۃً اس شخص میں ہو تب بھی غیبت ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بات اس میں حقیقۃً ہو تب ہی تو غیبت ہے۔ اگر وہ بات اس میں نہیں تو پھر تو بہتان ہے۔

دوسرا شبہ

بعض لوگوں کو شبہ ہوتا ہے کہ غیبت میں چونکہ عمومِ بلوٰی یعنی عام ابتلا ہے اس لئے معاف ہوگی۔ مگر یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ عمومِ بلوٰی کا اعتبار مختلف فیہ مسائل میں ہو سکتا ہے متفق علیہ میں نہیں۔ اور غیبت بالاتفاق حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

لہذا ایک دیندار سعادتمند خاتون کو چاہیئے کہ اپنے قیمتی اوقات ان لغویات میں ضائع کرکے گناہوں کا انبار سر پر لینے کے بجائے عبادت، ذکر اللہ اور درود شریف وغیرہ میں مصروف ہوکر اپنی آخرت کو سنواریں۔ اور یہ بھی ملحوظ رکھیں کہ غیبت کا ستنا (جبکہ اس سے رُوگردانی نہ ہو) بھی غیبت کے حکم میں ہے۔ عموماً جب دو عورتیں جمع ہو جاتی ہیں تو کسی کے بارے میں تذکرہ شروع ہو جاتا ہے اور زبان کے چسکے کی وجہ سے برسوں کی نیکیاں منٹوں میں ضائع ہو جاتی ہیں۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے کہ بندہ بسا اوقات بے خیالی میں اللہ تعالے کی رضامندی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کے درجے بہت بلند ہو جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات بے خیالی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے جہنم میں گر جاتا ہے۔ (بخاری) اور جب کسی کو زبان کا چسکا پڑ جائے تو پھر شراب کی طرح ان بُرائیوں کا چھوڑنا اس کو مشکل لگے گا۔ لیکن اگر کوئی یہ عہد کرلے کہ جس کی حق تلفی یا غیبت کی اس سے معافی مانگنی ہے اور اپنے اوپر کچھ جانی و مالی جرمانہ مقرر کرلے اور دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھکر دستِ بدُعا ہو تو اللہ تعالےٰ اس کی مدد ضرور کریں گے۔ اور بڑے سے بڑا

گناہ بھی اللہ کریم کی توفیق سے چھُوٹ جائے گا۔

دراصل اخلاقِ ذمیمہ کا سبب وہ امراض ہیں جن کا تعلق دل سے ہے۔ مثلاً تکبّر، حُبِّ جاہ، حبِّ مال، بخل، ریا، خود پسندی جو بڑے بڑے گناہ اور روحانی امراض ہیں۔ اور زیادہ مہلک اس لئے ہیں کہ نظر نہیں آتے۔ بلکہ ان کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ جب تک کثرتِ ذکر اللہ سے دل میں نور نہ پیدا ہو جائے۔ مثلاً ریا کاری، دکھاوا کرنا عام ہے۔ اور حدیثِ پاک میں اس کو شرکِ اصغر فرمایا گیا ہے مگر اس کا احساس نہیں ہوتا۔ ان سب امراض کو دور کرنے اور ان کی جگہ اپنے دل کو اخلاقِ حمیدہ تواضع عاجزی، خوف و خشیت، شکر و قناعت، صبر و توکّل، حُبّ فی اللہ و بغض فی اللہ وغیرہ سے آراستہ کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے جن کی بدولت انسان کا ایمان کامل ہو جاتا ہے۔ اور وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب بن جاتا ہے اور نیک لوگوں کی نگاہوں میں بھی معزز ہو جاتا ہے۔

امّ الامراض

یہاں مناسب ہے کہ اس مرض کو بھی ذکر کر دیا جائے جو تمام اخلاقِ ذمیمہ اور تمام امراضِ قلبیہ کا سبب بنتا ہے یعنی تکبّر اگر یہ دور ہو جائے تو تمام ظاہری باطنی بُرے اخلاق کا اخلاقِ حسنہ میں بدلنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس مرض کے بارے میں اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو پڑھکر اصل اس کے علاج کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔

تکبّر کی تعریف

کمال کی صفات میں اپنے آپ کو اوروں سے بڑھ کر جاننا اور دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھنا۔

تکبر کی مذمت

اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے :۔ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُتَکَبِّرِیْنَ (ترجمہ) اور یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تکبّر کرنے والوں کو پسند

نہیں کرتا۔ اور ارشاد ہے۔ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔ (ترجمہ) میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں۔ جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن جبّارین اور متکبّرین کو چیونٹیوں کے برابر کر دیا جائے گا۔ لوگ ان کو روندتے ہوئے جائیں گے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کے قلب میں رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ ایک مسلمان اس حدیثِ پاک سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس خطرناک زہریلے مرض سے اپنے آپ کو بچانا اور اس کے علاج کی فکر کرنا کتنا ضروری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب بندہ تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند فرماتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں بلند ہو۔ اور جب تکبر کرے اور اپنی حد سے بڑھے تو اللہ تعالےٰ اس کو گراتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تو ذلیل ہو۔ پھر وہ اپنی نگاہ میں تو بڑا ہوتا ہے اور لوگوں کے نزدیک ذلیل ہوتا ہے حتیٰ کہ لوگوں کی نگاہ میں سؤر سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

تکبر کی علامات

تکبر اپنے معنیٰ اور تعریف کی رُو سے تو بالکل واضح ہے یعنی خود کو اوروں سے اونچا سمجھنا اور دوسروں کو حقیر جاننا لیکن اس کی عجیب خاصیت ہے کہ جتنا کسی کے اندر یہ مرض ہوتا ہے اتنا ہی وہ اپنے سے اس کی نفی کرتا ہے۔ اس لئے اس کی علامات ذہن نشین کر کے ہر ایک کو اپنا جائزہ لے کر علاج کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ بزرگوں نے اس کی کئی علامات بیان فرمائی ہیں۔

(۱) اپنی رائے کے مقابلہ میں امرِ حق کو قبول کرنے سے نفرت کرنا۔ (۲) دوسروں

کے اعتقاد وخیال، رائے وقیاس، صورت ولباس کو حقیر سمجھنا (۳) شرعی ضرورت کے بغیر دوسرے کی برائی بیان کرنا یا سننا (۴) ہر وقت عرفی وقار کی فکر اور شہرت کے اسباب اختیار کرنا۔ گمنامی سے بچنا (۵) گفتگو، لین دین، اٹھنے بیٹھنے میں اپنے ساتھ امتیازی معاملہ چاہنا۔ (۶) اپنے تقویٰ اور دینداری کی مجموعی حالت کے لحاظ غیر متوازن طور پر چھوٹی چھوٹی جزئی باتوں میں پاک، ناپاک۔ حلال حرام کا بہت شور کرنا۔ اسی طرح فرائض سے غفلت کر کے مستحبات پر زور شور دکھانا (۷) اپنے آپ کو متواضع سمجھنا اور دوسروں کو متکبر سمجھنا (۸) غصہ، حسد، بغض ریا، بدگمانی وغیرہ کرنا وغیرہ وغیرہ

ایک خاص علامت

بعض اوقات اپنی حیثیت دیکھے بغیر دوسروں کی نقل کی جاتی ہے۔ لباس میں، زیور میں، عادات میں اور دوسروں کی حرص کی جاتی ہے کہ میں بھی فلاں کی طرح ہوتی، میرے پاس بھی اس طرح کا زیور ہوتا وغیرہ۔ یہ ایک نفسانی خواہش ہے جس کا اصل سبب دنیا کی محبت ہے۔ اور یہ حرص بچپنے اور احساس کمتری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف دوسری صورت یہ ہے کہ اپنے ہر کام، ہر چیز یعنی اپنا لباس، اپنا پکایا ہوا کھانا، اپنا طریقہ، اپنی گفتگو اور ہر عادت کو اچھا سمجھنا اور دوسرے کی کیسی ہی اچھی چیز کیوں نہ ہو، اس کو برا اور حقیر سمجھنا یا دوسرے کی بات گوارا نہ کرنا۔ اس میں عیب جوئی کرنا یا نفرت کا اظہار کرنا یہ بہت خطرناک صورت ہے جو تکبر کی خاص علامت ہے۔ اور تکبر شیطانی گناہ ہے۔ بعض گناہ نفسانی اور حیوانی ہوتے ہیں جیسے چوری، زنا وغیرہ اور بعض گناہ شیطانی اور جاہی ہوتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں شیطانی گناہ نفسانی گناہ سے بہت زیادہ شدید ہیں، اسی لئے غیبت

کو حدیثِ پاک میں زنا سے بھی شدید فرمایا گیا ہے۔ اور ابلیس کو اسی تکبر نے راندۂ درگاہ بنایا۔ اور ایک رائی کے دانہ کے برابر تکبر کو دخول جنت سے مانع فرمایا گیا۔ کیونکہ بڑائی اللہ تعالےٰ نے صرف اپنے لئے رکھی ہے۔ بڑائی کا حق صرف اسی کو ہے بندہ کا کام بندگی ہے۔ بندہ کا اعلیٰ مقام تواضع ہے اور تواضع یہ ہے کہ اپنی پستی اور خواری اپنی نظر میں اس درجہ ہو کہ اپنی رفعتِ شان کا وسوسہ بھی نہ آئے جن کو یہ بات حاصل ہو جائے وہ اپنے لئے کسی اچھی صفت کا دعویٰ نہ کرے گا نہ ہی متواضع ہونے کا۔ سیّد المتواضعین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو بلند کر دیتے ہیں اور جو تکبّر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پست کر دیتے ہیں۔

ضروری تنبیہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ مذکورہ بالا علامات کا غور صرف اپنے بارے میں کر کے خود کو متکبّر جان کر زندگی بھر علاج کا فکر کرنا ہے۔ دوسرے میں ان علامات کی جستجو نہ کرے اور دوسرے کو متکبر نہ سمجھے ورنہ خود اس مرض کا شکار ہو جائے گا۔

تکبر کا علاج اصل علاج تو کسی بزرگ اللہ والے سے (جبکہ عقیدت اور محبت ہو) بیعت ہو کر اپنے احوال کی ان کو اطلاع دینا اور ان کی بتائی ہوئی تدابیر اور ذکر و اذکار کا کرنا ہے اور جس کو یہ بات میسر نہ ہو سکے اس کے لئے اپنے آپ کو متکبّر سمجھتے ہوئے موت کو دل سے یاد رکھنا اور زبان پر درود شریف کا ورد کثرت سے کرنا بھی ایک درجہ میں بیعت و اصلاح کا بدل بن سکتا ہے۔ اس کے علاوہ چند تدابیر تواضع پیدا کرنے کی لکھی جاتی ہیں۔

(۱) اپنی پیدائش، موجودہ حالت اور انجام کو سوچنا کہ ناپاک چیز سے بنا

ناپاکی اندر بھری ہوئی ہے اور مرنے کے بعد بھی جسم گل سڑ جائے گا۔ (۲) باطنی بیماریوں کو سوچنا جو ظاہری بیماریوں سے بہت بدتر ہیں۔ مثلاً شہوات، تکبرؔ، عجب، حُبِ جاہ وغیرہ پھر ان سے توبہ کرنا۔ (۳) تکبرؔ کی علامات کو سوچ کر ان عادات کو چھوڑنا۔ مثلاً گفتگو، چال ڈھال، لباس و حرکات میں کچھ عرصہ سادگی اختیار کرنا (۴) امیروں کی صحبت چھوڑ کر غریبوں کے پاس بیٹھنا، ان کی خدمت کرنا۔ عوام کی خدمت کرنا۔ (۵) ہر ایک کو سلام میں پہل کرنا۔ (۶) اپنی غیبت، بُرائی، بہتان وغیرہ سن کر دفاع اور صفائی کی فکر نہ کرنا اور یہ سوچنا کہ اس میں میرا فائدہ ہے، گناہوں کا کفارہ ہے، (۷) غصہ ظاہر ہو جائے تو چھوٹے بڑے ہر ایک سے معافی مانگنا۔ (۸) کوئی زیادتی کرے تو بدلہ لینے کی کوشش نہ کرنا۔ (۹) ہر ایک کی نصیحت ماننے کے لئے تیار رہنا جبکہ وہ خلافِ شریعت نہ ہو (۱۰) تواضع سے متصف حضرات یعنی اولیاء اللہ کے قصے پڑھنا وغیرہ۔

علماء نے فرمایا ہے کہ انسان کی سعادت اور خوش نصیبی اس میں ہے کہ اپنے عیوب پر نظر رکھے، ان کی اصلاح کی فکر میں لگا رہے اور جو ایسا کرے گا اس کو دوسروں کے عیب نکالنے اور بیان کرنے کی فرصت ہی نہ ملے گی ؎

ہوئی جب تلک نہ اپنی خبر — رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنے گناہوں پہ جبکہ نظر — تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

تکبرؔ کے بارے میں قدوۃ السالکین حضرت اقدس صوفی محمد اقبال صاحب دامت برکاتہم کی کتاب "اُمّ الامراض" کو مطالعہ میں رکھنا بھی ایک مفید اور مؤثر علاج ہے۔ یہاں بھی اسی سے استفادہ کیا گیا ہے۔

دینِ حق اسلام میں عورت کا مقام

قربان جائیے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لائے ہوئے دینِ حق کے، جس نے دنیا کی آنکھیں کھولیں، انسان کو انسان کی قدر کرنا سکھلایا۔ عدل وانصاف کا قانون جاری کیا۔ عورتوں کے حقوق مردوں پر ایسے لازم کئے جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں۔ عورت کو آزاد و خود مختار بنایا۔ وہ اپنی جان ومال کی ایسی ہی مالک قرار دی گئی۔ جیسے مرد۔ کوئی شخص خواہ باپ دادا ہی ہو، بالغ عورت کو کسی شخص کے ساتھ نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اور اگر بلا اس کی اجازت کے نکاح کر دیا تو اس کی اجازت پر موقوف رہتا ہے۔ اگر نامنظور کر دے تو باطل ہو جاتا ہے۔ اس کے اموال میں کسی مرد کو بغیر اس کی اجازت ورضا کے کسی تصرف کا کوئی حق نہیں۔ شوہر کے طلاق دینے سے یا مرنے کے بعد وہ خود مختار ہے کوئی اس پر جبر نہیں کر سکتا۔ اپنے رشتہ داروں کی میراث میں اس کو بھی شرعی ضابطہ کے مطابق ایسا ہی حصہ ملتا ہے جیسا کہ لڑکوں کو۔ اس پر خرچ کرنے اور اس کو راضی رکھنے کو شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام نے ایک عبادت قرار دیا۔ شوہر اس کے حقوقِ واجبہ ادا نہ کرے تو وہ اسلامی عدالت کے ذریعہ ادائے حقوق پر ورنہ طلاق پر مجبور کر سکتی ہے۔

اسلام نے عورت کے مقام اور وقار کا نہ صرف پورا پورا خیال رکھا ہے بلکہ اس کو باعزت وباوقار رہنے کی تاکید کی ہے۔ پردہ کا شرعی حکم بھی عورت کی عزت

وکرامت اور اس کے وقار کے پیشِ نظر دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد عورتوں پر پابندی لگانا یا انہیں مردوں سے کمتر دکھانا ہرگز نہیں۔ حدیث میں ہے اَلنِّسَآءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ (ابوداؤد) یعنی عورتیں انسان ہونے میں مردوں کے برابر ہیں۔

اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ بنایا۔ جب کہ تہذیبِ جدید اسے گھر سے نکال کر معاشرتی ذمہ داریوں میں ڈال رہی ہے تاکہ عورت نہ گھر میں اپنا مقام باقی رکھ سکے اور نہ گھر سے باہر کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوسکے۔ عورت اگر اپنا مقام ومرتبہ بحال کرنا چاہتی ہے تو اس کی واحد صورت یہ ہے کہ وہ آغوشِ اسلام میں پناہ لے، اسلامی تعلیمات کو اپنائے، اپنی ماؤں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مبارک اور پُرسکون زندگی اپنے لئے مشعلِ راہ بنائے خصوصًا پردہ کے شرعی احکام پر عمل پیرا ہو۔ اسلام میں پردہ کا واضح حکم موجود ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

یعنی بیٹھو اپنے گھروں میں اور زمانۂ قدیم کی جاہلیت والیوں کی طرح نہ پھرو۔

اس آیت میں پردہ کے متعلق اصل حکم یہ ہے کہ عورتیں گھروں میں رہیں۔ اور اصل مطلوب عنداللہ عورتوں کے لئے یہ ہے کہ وہ گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ ان کی تخلیق گھریلو کاموں کے لئے ہوئی ہے، ان میں مشغول رہیں۔ اور اگر مجبوری میں اس درجہ پر عمل نہ ہوسکے تو دوسرا درجہ حجاب بالبرقع ہے۔ یعنی باپردہ نکلا جائے ارشاد باری تعالٰے ہے:۔

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ۔

یعنی اے نبی اپنی ازواجِ مطہرات اور بناتِ طاہرات کو اور عام مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیں کہ اپنی جلباب استعمال کریں۔ (جلباب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے مطابق اس لمبی چادر کو کہتے ہیں جس میں عورت سر سے پیر تک مستور ہو جائے۔)

ستر اور پردہ میں فرق

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ ستر اور حجاب یہ دو الگ الگ حکم ہیں۔ ستر یعنی اعضائے مستورہ کو چھپانا مرد وعورت دونوں پر فرض ہے اور حجاب صرف عورتوں پر۔ ستر لوگوں کے سامنے اور خلوت دونوں حالتوں میں فرض ہے اور حجاب صرف اجنبی کی موجودگی میں۔ اور ہاتھ پاؤں چہرہ ستر میں داخل نہیں، محرموں کے سامنے بے تکلف کھول سکتے ہیں مگر حجاب میں داخل ہیں۔ لہٰذا جو لوگ حجابِ شرعی کے قرآن وحدیث سے ثابت شدہ مفہوم کو ستر پر محمول کر کے دین میں تحریف کے کفریہ عمل کے مرتکب ہو رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ عورتیں بے پردہ بن جائیں، ان کی عزت وآبرو محفوظ نہ رہے، ایسے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔

احادیثِ شریفہ میں بھی پردہ کی بہت ترغیب آئی ہے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ عورت چھپی ہوئی چیز ہے۔ جب باہر نکلنے لگتی ہے تو شیطان اسے تکنے لگتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے "وَاَقْرَبُ مَا تَكُوْنُ مِنْ وَّجْهِ رَبِّهَا وَهِيَ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا۔" (ابن خزیمہ) (عورت اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں مستور ہو۔

پردہ اسلامی شریعت کا طرۂ امتیاز اور مسلمانوں کی قابلِ فخر دینی روایت ہے

دیندار خواتین کو اس سلسلہ میں معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کے بجائے فخریہ انداز میں خواتینِ عالم کے سامنے اس کی دعوت پیش کرنی چاہیئے تاکہ دنیا بھر کی عورتیں اس کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔ اور بیمارِ قلب و ذہن کے آوارہ مرد اسے بُری نظر سے نہ دیکھ سکیں۔ بے پردہ ہونے میں اگر کچھ معاشی فوائد بھی ہوں تو جب یہ کام پورے ملک اور قوم کو فتنہ و فساد میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بنے تو پردہ کو نافع نہ کہنا عقلمندی نہیں۔

ایک اہم بات پردہ کے سلسلہ میں یہ ہے کہ جس طرح عورتوں کا پردہ اجنبی مردوں سے ہے اسی طرح غیر محرم رشتہ داروں سے بھی ہے چاہے عورت مرد کے لئے ماموں زاد، چچازاد، پھوپھی زاد بہن ہو اور چاہے مرد عورت کا دیور ہو یا جیٹھ ہو۔ شریعتِ اسلامی میں ان سب کا آپس میں پردہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ دیور سے بھی پردہ ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "دیور تو موت ہے"۔ کیونکہ باہمی میل جول اور بے تکلفی کی بنا پر گناہوں میں ابتلاء کا خطرہ زیادہ ہے۔ اور منہ بولے بیٹے، بیٹی، بہن بھائی سے بھی اسی طرح پردہ ہے جیسا کہ اجنبی سے اگرچہ نیت صاف ہو اور کسی گناہ میں پڑنے کا خوف بھی نہ ہو مگر یہ بے پردگی خود ایک حرام کام ہے۔ دیندار عورتوں مردوں کو اس میں شرم کرنے کے بجائے اللہ تعالےٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر دل و جان سے لبیک کہنا چاہیئے اور ان کی رضا و خوشی کی جستجو اور فکر کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً۔

(ترجمہ) اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضہ ہے کہ ان کے تمام احکامات کو حق مان کر ان پر پوری طرح عمل کی جدوجہد کی جائے۔

چونکہ اسلام نے عورت کو باعزت اور گھر کی ملکہ بنایا اس لئے تمام معاشی ذمہ داریاں مرد پر عائد کر دیں کہ وہی محنت مشقت کر کے عورتوں کو کھلائے۔

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے :۔

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

(ترجمہ) اور لڑکے والے (یعنی باپ) پر ہے کھانا اور کپڑا ان عورتوں کا قاعدے کے موافق

اور ارشاد ہے :۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ الخ

اس آیت میں "بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ" میں چند اہم امور کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۔ مالی ذمہ داریاں تمام مردوں پر ہیں۔ عورتوں کا حال یہ ہے کہ شادی سے پہلے ان کے تمام مصارف کی ذمہ داری باپ پر اور شادی کے بعد شوہر پر ۲۔ دوسرا اشارہ ایک اہم اصول زندگی کے متعلق یہ بھی ہے کہ عورت اپنی خلقت اور فطرت کے اعتبار سے نہ اس کی متحمل ہے کہ ایسے مصارف خود کما کر پیدا کرے نہ اس کے حالات اس کے لئے سازگار ہیں کہ وہ محنت مزدوری اور دوسرے ذرائع کسب میں مردوں کی طرح دفتروں اور بازاروں میں پھرا کرے (از معارف القرآن)

اسلام نے عورتوں کو معاشی ذمہ داریوں سے بری کر کے ان کی عزت اور مقام کو بڑھایا ہے تو اب ان کو مردوں کے دوش بدوش دفتروں اور بازاروں میں پھرانا ان کی بے حرمتی، ان پر ظلم اور بے حیائی کی بات ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الآیہ)

(ترجمہ) جو لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں سزائے دردناک مقرر ہے)

اسی طرح معیشت کے لئے جس فن اور تعلیم کی ضرورت پڑتی ہے وہ انکو سکھانا اور ان کی عزت و احترام کو کالجوں اور سکولوں کے حوالہ کرنا بھی بددینی کی بات ہے ایک مسلمان کو اس پر یقین ہونا چاہیئے کہ جس ذات نے مردوں عورتوں کو پیدا کیا ہے وہی ان کی نفسیات، ان کی ضرورتیں اور نفع نقصان کی باتوں کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:۔

اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِیفُ الْخَبِیرُ۔

(ترجمہ) بھلا کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے اور وہ باریک بیں اور پورا باخبر ہے۔

ہر چیز اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ عزت و راحت، چین اور سکون کا وہی مالک ہے۔ اس نے اپنے کلام پاک میں یہ اصول بیان فرما دیا ہے کہ جو شخص اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے احکام اور اسلامی تہذیب و تمدّن کو اختیار کریگا اس کو وہ چین اور سکون کی زندگی عطا کریں گے اور جو اس کے خلاف چلے گا اس کی زندگی تنگ کر دیں گے۔ چاہے اس کے پاس کتنا مال و دولت ہو۔ سکون نہیں ہو گا اور آخرت کی رسوائی اور عذاب الگ ہے۔

اس کے باوجود کوئی اللہ کے دئیے ہوئے اسلامی نظامِ معاشرت کے خلاف کرے اور انگریز و انگریزیت کو پسند کرے اور اس زندگی کو اپنائے جس کے نقصانات دیکھ کر خود انگریز اس کو تھوک رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہر نماز میں غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّینَ کہہ کر یہود و نصاریٰ سے برأت کا اظہار کرو تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (الآیہ)

یعنی ظالموں کی طرف ذرا بھی تمہارا میلان نہ ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو دوزخ کی آگ لگ جائے اور خدا کے سوا کوئی تمہارا مددگار نہ ہو۔ پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے۔

دیندار حضرات غور فرمائیں کہ اسلام نے عورت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں آپ کی اقتدار میں نماز پڑھنے سے افضل گھر کی نماز کو بتایا ہے جیسا کہ حضرت امّ حمید ساعدیہ کی روایت ہے:۔

عَنْ اُمِّ حُمَيْدِ نِ السَّاعِدِيَّةِ اَنَّهَا جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اُحِبُّ الصَّلٰوةَ مَعَكَ

(الحدیث) تفصیل معلّم الحجاج فتاویٰ رحیمیہ معارف الحدیث)

تو اب دورِ حاضر میں جبکہ فتنہ و فساد اور بے حیائی ناقابلِ بیان ہے، عورتوں کا بلا ضرورتِ شدیدہ بازاروں میں پھرنا اور امور خانہ داری اور دینی تعلیم کی فرض مقدار کے علاوہ دنیاوی علوم و فنون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا کتنا موجب فساد ہوگا اور جبکہ انہوں نے اس تعلیم کو اپنے معاش میں استعمال بھی نہیں کرنا تو اس میں مشغولی فضول ہے اور دینی اصلی کام جو مقصدِ حیات ہے، اس کے لئے باعثِ نقصان الگ ہے البتہ جو خواتین معاشرت کے معاملہ میں دینی اور فطری ترتیب کو اپنا امام نہیں مانتیں اور رواج ہی کے پیچھے چلنے میں اپنا نفع سمجھتی ہیں وہ اس تحریر کی مخاطب نہیں

ضروری تنبیہ عورتوں کی خوبیاں اور فضائل جو شروع میں بیان ہوئے وہ سب شریعتِ مقدسہ پر چلنے والی دیندار، شریف عورتوں کے لئے ہیں۔ اور جو ان کے مقام کے خلاف باتیں لکھی گئی ہیں، ان کا چھوڑنا بھی دیندار شرفاء کیلئے ضروری ہے۔ تبھی انکو دنیا و آخرت کی سعادت اور کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

اعتقادی طور پر تو ہر مسلمان شریعت کی ہر بات کو مانتا ہے۔ ورنہ کسی ایک بات کے انکار سے بھی کافر ہو جائے اور عملی طور پر اگرچہ دینِ اسلام کی ہر بات اور ہر حکم (چاہے وہ کسی عمل کو کرنا ہو یا چھوڑنا ہو) اصل فطرت کے مطابق ہے اور آسان ہے لیکن ماحول کی خرابی، دین سے ناواقفیت اور دلوں کے بیمار ہونے کے بسبب فطرت سلیم نہیں رہی۔ اس لئے کچھ باتوں پر عمل کے لئے طبیعت تیار ہو جاتی ہے اور کچھ باتوں کو طبیعت نہیں مانتی ان پر عمل دشوار معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے اپنی خواہش کے مطابق کچھ باتوں پر تو عمل کر لیا جاتا ہے اور کچھ باتیں سُنی ان سُنی کر دی جاتی ہیں۔ اور ذاتی شرافت کی وجہ سے اگر زبانی انکار نہ ہو تو خاموشی اور فراموشی اختیار کر لی جاتی ہے مگر یہ دو عملی ہے جو کوئی اچھا خوشگوار نتیجہ نہیں لاتی بلکہ اکثر پریشانی کا باعث ہوتی ہے۔ بلکہ بعض وقت اس جزوی دینداری کے مقابلہ میں صاف صاف کھلے بے دینوں کے دنیوی حالات اچھے ہوتے ہیں اگرچہ آخرت میں ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس نفاق سے بچا کر پورا پورا مسلمان بنائے۔

خلاصہ اللہ کرے ہماری مائیں بہنیں اپنا مقام پہچان کر اپنا نظامِ زندگی اللہ تعالےٰ کے پسندیدہ نظام کے مطابق بنا کر دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کریں۔ اور مرد عورتوں کے حقوق کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا خوف کریں اور بیویوں کے ساتھ خوشگوار زندگی گذار کر ہمیشہ کے لئے جنت کی بہاریں اٹھائیں۔ اور میاں بیوی دونوں اپنے بچوں کی تربیت اسی سوچ سے کریں جس کے نتیجہ میں لڑکے لڑکیاں معاشرہ کا بہترین فرد بن کر اسلام کی سر بلندی کا ذریعہ بنیں اور ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور سعادتِ عقبیٰ حاصل کریں۔

لائحہ عمل امید ہے کہ کتاب وسنت کے یہ حقائق پڑھ کر اپنی زندگیاں بدلنے

کا شوق پیدا ہوگا لیکن گردوپیش کا سارا ماحول اور معاشرہ چونکہ دوسرے رُخ پر چل رہا ہے جس سے ہر ایک کی طبیعت متاثر ہوتی ہے اور آخرت کے انعامات پر بھی اس وقت ایمان بالغیب ہے، سامنے نہیں ہیں، اس لئے طبیعت کو اس پر لانے کے لئے ہمت کی ضرورت ہے۔ جس کے قوی کرنے کے لئے دینداروں کے قصے بہت مؤثر ہیں۔ نیز جو سعادتمند دیندار آجکل بھی اس دینداری پر چل رہے ہیں اگرچہ تھوڑے ہیں، ان کی خوشگوار اور آسان زندگیوں پر غور کریں۔ اور ایسے حضرات بڑے بڑے تعلیمیافتہ عہدہ داران، بڑے بڑے مالدار تاجر اور غربا سب میں ملتے ہیں، ایسے لوگوں سے میل جول رکھیں اور ان میں جو صاحبِ علم ہوں، ان کے مشورہ سے دینی کتب مثلاً تبلیغی نصاب حصہ اول و دوم، بہشتی زیور مکمل وغیرہ مطالعہ میں رکھیں۔ اور کسی اللہ والے سے اپنا اصلاحی تعلق بھی جوڑیں کیونکہ اعمال کا محرک قلب ہے، اس کی صلاحیت اور نورہی عمل کا ذریعہ بنتا ہے اور سب باتوں کی توفیق اللہ پاک کی طرف سے ہے، اس لئے اپنی اصلاح کے لئے دعائیں کریں۔ خصوصاً مسنون دعاؤں کا کچھ حصہ سمجھ کر اپنے معمول میں رکھیں۔ اسی طرح درود شریف کلمہ طیبہ اور استغفار کا کچھ معمول بھی مقرر کرلیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ وَارْحَمْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

ایک خاتون کا دینی جذبہ

غزوۂ احد کے بعد ایک خاتون کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بسلامت تشریف آوری پر اپنے شہداء کا غم بھول جانے کا منظر علامہ شبلی رحمہ اللہ نے اس طرح بیان کیا ہے

وہ بھی نکلیں کہ جو تھیں پردہ نشین و عفاف
جن میں تھیں سیدہ پاک بھی با دیدۂ نم

ایک خاتون کہ انصار نکو نام سے تھیں
سخت مضطر تھیں نہ تھے ہوش و حواس ان کے بہم

موقع جنگ پہ پہنچیں تو یہ لوگوں نے کہا
کیا کہیں تجھ سے کہ کہتے ہوئے شرماتے ہیں ہم

تیرے بھائی نے لڑائی میں شہادت پائی
تیرے والد بھی ہوئے کشتۂ شمشیر ستم

سب سے بڑھ کر یہ کہ شوہر بھی ہوا تیرا شہید
گھر کا گھر صاف ہوا ٹوٹ پڑا کوہ الم

اس عفیفہ نے یہ سن کر جو کہا تو یہ کہا
یہ تو بتلاؤ کہ کیسے ہیں شہنشاہِ امم

سب نے دی اس کو بشارت کہ سلامت ہیں حضور
گرچہ زخمی ہے سر و سینہ و پہلو و شکم

بڑھ کے اس نے رُخِ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہے سب رنج و الم

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہِ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ